سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد: دسویں

رسالہ نمبر 13

العروس المعطار ۱۳۱۲ھ فی زمن دعوۃ الافطار

افطار کی دُعا کے وقت کے بیان میں عطر آلود دُولھا

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار ۱۳۱۲ھ

(افطار کی دُعا کے وقت کے بیان میں عطر آلود دُولھا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلّما

مسئلہ ۲۷۲: از بنارس محلّہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی محمد عبدالمجید صاحب چشتی فریدی پانی پتی ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ

ہمارے علماء رحمہم الغفار وابقاہم الی یوم القرار، اس میں کیا فرماتے ہیں کہ دعائے افطارِ روزہ اللھم لك صمت وعلی رزقك افطرت کو بعض علماء فرماتے ہیں کہ قبل افطار کہے، چنانچہ رسالہ تنبیہ الانام فی آداب الصیام میں ہے: اور قبل افطار کے یہ پڑھنا اللھم لك صمت الخ سنّت ہے[1] انتھی۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وقتِ افطار کہے۔ چنانچہ رسالہ مفتاح الجنۃ مؤلفہ مولانا کرامت علی جونپوری مرحوم میں ہے: اور افطار کے وقت سنّت ہے کہ کہے اللھم لك صمت[2] الخ انتھی۔ اور کتاب

---

[1] تنبیہ الانام فی آداب الصیام

[2] رسالہ مفتاح الجنتہ، مولوی کرامت علی

جواہر الاحکام تصنیف مولوی عبداللہ معروف بہ مستان شاہ میسوری میں نقلاً عن الکفایہ ہے۔ مثلاً سنّت وہی ہے کہ وقتِ افطار یہ دُعا کہے **اللھم لك صمت**[3] **الخ انتھٰی**۔ اور رسالہ **خیر الکلام فی مسائل الصیام** مؤلفہ جناب مولوی محمد عبدالحلیم مرحوم لکھنوی میں ہے:

وقت افطار سنت آنست کہ بہ گوید **اللھم لك صمت**[4] الخ **انتھی**۔	افطار کے وقت سنّت یہ ہے کہ دُعا مانگے: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا الخ (ت)

اور نورالہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ مؤلفہ مولوی وحیدالزمان میں ہے: جس وقت افطار کرے کہے **اللھم لك صمت وعلٰی رزقك افطرت** یعنی اے اللہ! تیرے ہی واسطے میں نے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہوں۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[5] **انتھی**۔ اور رسائل ارکان اربعہ مؤلّفہ مولانا ومقتدانا جناب مولوی عبدالعلی کے رسالہ صوم میں ہے:

وینبغی ان یقول عند الافطار اللھم لك صمت وعلٰی رزقك افطرت عن معاذبن زھرۃ قال بلغنی ان رسول اللہ کان اذا افطر قال اللھم لك صمت وعلٰی رزقك افطرت، رواہ ابوداؤد انتھی[6]۔	افطار کے وقت یہ کہنا چاہئے اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، کیونکہ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، اسے ابوداؤد نے روایت کیا انتھی (ت)

اور رسالہ تعلیم الصیام میں ہے: معاذ بن زہرہ نے کہا حضرت (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) افطار کے وقت یُوں کہتے تھے:

اللھم لك صمت وعلٰی رزقك افطرت، رواہ ابوداؤد مرسلا[7] **انتھی**۔	اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔ اسے ابوداؤد نے مرسلاً روایت کیا۔ (ت)

اور شیخ عبدالحق قدس سرہ کی مدارج النبوۃ میں ہے:

ودر وقتِ افطار فرمودے **اللھم لك صمت**[8] **الخ انتھی**۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افطار کے وقت فرماتے اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکھا الخ انتہی (ت)

---

[3] جواہر الحکام، مولوی عبداللہ

[4] رسالہ خیر الکلام فی مسائل الصیام، مولوی عبدالحلیم

[5] نورالہدایہ ترجمہ شرح وقایہ، کتاب الصوم باب مکروہات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۷۶

[6] رسائل ارکان ربعہ بیان انہ یستحب الافطار بالتمر مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۱۵

[7] رسالہ تعلیم الصیام

[8] مدارج النبوۃ باب دہم در انواع عبادات نوع چہارم در صوم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۲۹

اور اُنہیں کی اشعۃ اللمعات میں حدیث معاذ بن زہرہ کے ترجمہ میں ہے:

بود آنحضرت چوں افطار می کرد می گفت اللھم لک صمت خداوند برائے رضائے تو روزہ داشتہ ام وعلٰی رزقک افطرت وبر روزی توکہ رسانیدی می کشادم روزہ را[9] انتھی۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار کرتے، فرماتے اللھم لک صمت اے اللہ! میں نے تیری رضا کیلئے روزہ رکھا وعلٰی رزقك افطرت اور تیرے عطا کردہ رزق پر روزہ افطار کیا انتھی (ت)

اور بعض کہتے کہ اس دعا کو بعد افطار کہے۔ چنانچہ مظاہر حق ترجمہ اردو مشکٰوۃ مؤلفہ جناب مولوی قطب الدین مرحوم دہلوی میں ہے: ابن ملک نے کہا ہے کہ حضرت (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ان کلمات (یعنی اللھم لک صمت الخ) کو بعد افطار کہتے تھے[10] انتھی۔ تو ان قولوں میں صحیح قول کون سا ہے؟ اور نیز اس میں کہ وقت افطار سے مراد قبل از افطار ہے اور پہلے قول اور اس قول کا مآل واحد ہے یا بعد افطار اور پچھلے قول اور اس قول کا مآل واحد ہے اور نیز اس میں کہ لفظ افطرت کا ترجمہ "افطار کرتا ہوں میں" جیسا کہ مؤلف نورالہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ نے کیا ہے صحیح ہے یا "افطار کیا میں نے" جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات میں کیا ہے صحیح ہے؟ اور نیز اس میں کہ بر تقدیر صحت ترجمہ ثانی کے اس دُعا کا بعد افطار ہونا ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور نیز اس میں کہ زید تو کہتا ہے کہ حدیث کے لفظ اذاافطر قال اللھم لك صمت الخ (جب افطار کرتے تو فرماتے اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا الخ۔ت) میں اذا حرفِ شرط ہے، افطر جملہ فعلیہ شرط ہے، قال اپنے فاعل ضمیر مستتر اور اللھم لك الخ مقولہ کے ساتھ جزا ہے۔ اور عمرو کہتا ہے اذا حرفِ شرط، افطر شرط، اور فقد قال جزا۔ بس یہ کلام تو تمام ہوچکا اب اللھم لك صمت برأسه اور نیز ایک دوسرا کلام ہے قال سے اس کو کچھ تعلق نہیں تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے؟ اور نیز اس میں زید تو کہتا ہے کہ اللھم لك صمت الخ دُعا ہے اور عمرو کہتا ہے نہیں، کیونکہ دُعا تو وُہ کلام ہوتا ہے جو کہ متضمن مضمون طلب ہو، اور یہ ایسا نہیں تو دُعا بھی نہیں، تو دونوں میں صحیح

[9] اشعۃ اللمعات کتاب الصوم فصل ثالث نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۸۴

[10] مظاہر حق ترجمہ مشکٰوۃ المصابیح کتاب الصوم افطار کی دعا دارالاشاعت کراچی ۲/ ۳۱۴

قول کس کا ہے؟ اور نیز اس میں کہ لفظ عند ظرف ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ظرف زمان بمعنی وقت ہے یا ظرف مکان بمعنی نزدیک اور پاس کے؟ اور نیز اس میں کہ مولانا بحر العلوم مرحوم کے قول **وینبغی ان یقول عند الافطار** کا ترجمہ "اور لائق ہے کہ کہے وقت افطار کے" کرنا چاہئے یا "اور لائق ہے یہ کہ کہے نزدیک افطار کے" کرنا چاہئے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اقول: وباللّٰہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق مقتضائے دلیل یہ ہے کہ دُعا روزہ افطار کرکے پڑھے اوّلاً حدیث مذکور ابی داؤد کہ ابن السنی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں یُوں روایت کی:

عن معاذبن زهرة قال کان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذا افطر قال الحمد لله الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت[11]	حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ پڑھتے: سب حمد اللہ کی جس نے میری مدد فرمائی کہ میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا کہ میں نے افطار کیا۔ (ت)

اور نیز ابن السنی نے کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دار قطنی نے سنن میں موصولاً یوں تخریج کی:

عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال کان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذا افطر قال اللّٰهم لك صمنا وعلٰی رزقك افطرنا فتقبل منا انّك انت السمیع العلیم[12]۔	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے: اے اللہ! ہم نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، ہماری طرف سے قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے (ت)

ونیز حدیث ابی داؤد ونسائی ودار قطنی وحاکم وغیرہم:

عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے

[11] شعب الایمان باب فی الصیام حدیث ۳۹۰۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۰۶/۳، کتاب عمل الیوم واللیلۃ باب مایقول اذا افطر حدیث ۴۷۹ معارف نعمانیہ حیدر آباد دکن ص ۱۲۸

[12] کتاب عمل الیوم واللیلۃ باب مایقول اذا افطر حدیث ۴۸۰ معارف نعمانیہ حیدر آباد دکن ص ۱۲۸، سنن الدار قطنی باب القبلۃ للصائم حدیث ۲۱ نشر السنۃ ملتان ۱۸۵/۲

قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاافطر قال ذھب الظمأ و ابتلت العروق ویثبت الاجران شاء اللہ تعالٰی[13]۔	کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افطار کرتے توفرماتے : پیاس چلی گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اگراللہ تعالٰی نے چاہاتواجر ثابت ہوگیا(ت)

ان سب کا مفاد صریح یہی ہے افطر شرط اور قال کذا اس کی جزا، مجرد قول کہ مقولے سے معرا کرلیا جائے صلاحیتِ وقوع ہی نہیں رکھتا، ترتّب کہ لازم جزائیت ہے کہاں سے آئیگا، اللّٰھم کو کلامِ مستانف قرار دینا ایسی بات ہے کہ شرع مائۃ عامل خواں بھی قبول نہ کرے گا، اور جزاشرط سے مقدم نہیں ہوتی بل یعقبہ ویترتب علیہ کما لایخفی علٰی کل من لہ ادنی مسکۃ (بلکہ جزاشرط سے مؤخر اور اس پر مترتب ہوتی ہے جیسا کہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو اس فن کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق رکھتا ہے۔ت) اور مقارنت حقیقیہ یہاں معقول نہیں کہ عین وقتِ افطار بالاکل والشرب یعنی جس وقت کوئی مطعوم حلق سے اتارا جائے عادۃً خاص اُس حالت میں قرات نامتیسر، لاجرم تعقیب مراد، وھو المقصود ہاں افطار بالجماع میں اقتران حقیقی مقصود مگر وُہ یہاں قطعًا مراد نہیں کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) یہیں سے واضح ہُوا کہ قولِ ثانی وثالث کا مآل ایک ہی ہے اور نکتہ تعبیر اشعار بعدیت متصلہ ہے کہ لفظ بعد بعدیتِ منفصلہ کو بھی شامل، اور وُہ خلافِ مقصود ہے۔ لہٰذا بلفظ "وقت" تعبیر کہ نافی انفصال ہو، ہنگامِ استحالہ مقارنہ اگرچہ معاقبہ تقدم وتاخّر دونوں کو متناول، مگر حالت مجازات مانع تقدم ہے، ولہٰذا جہاں خارج سے تقدم معلوم، شرط میں تاویل ارادہ وغیرہ معمول،

کما فی قولہ عزّوجلّ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ[14] وفی حدیث کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اللھم انی اعوذبك من الخبث و الخبائث[15]، رواہ الائمۃ احمد والستۃ عن انس	جیسا کہ اللہ عزوجل کے مبارک ارشاد میں ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو تو چہرے کو دھولو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث میں ہے، جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کہے اے اللہ! میں ناپاک وخبیث سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اسے امام احمد اور ائمہ ستّہ نے حضرت انس

[13] سُنن ابی داوٗد باب القول عندالافطار آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۲۱، سنن الدار قطنی باب القبلۃ للصائم نشر السنۃ ملتان ۲/ ۱۸۵

[14] القرآن ۵/ ۶

[15] جامع ترمذی باب مایقول اذا ادخل الخلاء امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۳

بن مالك رضی الله تعالٰی عنه. اماٰهنا فحمل" افطر" علی الارادة. عدول عن الحقیقة من دون حاجة تحمل علیه ولا صارف یدعوالیه. فلا یفعل ولا یقبل۔	بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے لیکن مذکورہ صورت میں لفظ افطر کو ارادہ افطار پر محمول کرنا بے ضرورت حقیقت سے اعراض ہے اور یہاں کوئی مجاز پر قرینہ بھی نہیں، لہذا ایسانہ کیا جائے اور نہ اسے قبول کیا جائے۔(ت)

ثانیًا ان ادعیہ میں **افطرت** (میں نے افطار کیا) اور **افطرنا** (ہم نے افطار کیا)، **ذهب الظمأ** (پیاس چلی گئی) **ابتلت العروق** (رگیں تر ہوگئیں) سب صیغے ماضی ہیں اور افطار باللفظ متصوّر نہیں کہ مثل عقود انشاء مقصود لاجرم اخبار متعین، تو **تقدیم علی الافطار** میں یہ سب بھی ارتکاب تجوز کے محتاج ہوں گے کہ خلافِ اصل ہے **والنصوص یجب حملها علی ظواهر ها مالم تمس حاجة واین حاجة** (جب تک کوئی مجبوری نہ ہو نصوص کو ظاہر پر ہی محمول کرنا چاہئے اور یہاں کوئی ضرورت و مجبوری نہیں۔ت) یہاں سے بھی ظاہر ہوا کہ ترجمہ حضرت شیخ محقق نوراللہ مرقدہ الشریف ہی صحیح ہے اور "افطار کرتا ہوں" بلاوجہ حقیقت سے عدول۔ طرفہ یہ کہ اب بھی حاجت تجوز باقی۔

لما قدمنا من امتناع المقارنة فلا بد من تاویل الحال بالاستقبال والافطار بالارادة۔	کیونکہ ہم نے پہلے بیان کردیا کہ یہاں مقارنت و اتصال ممتنع ہے لہذا حال کو بمعنی استقبال اور افطار بمعنی ارادہ افطار کیا جائے گا۔(ت)

ثالثًا مرسل ابن السنی و بیہقی میں لفظ **الحمدلله** اور مؤید تا خیر کہ حمد بعد اکل معہود ہے جس طرح قبلِ اکل تسمیہ۔
رابعًا یہ تو ظاہر ہے اور شاید مدعیِ تقدیم کو بھی مسلّم ہو کہ یہ دُعائیں دن میں پڑھ لینے کی نہیں کہ ہنوز وقتِ افطار بھی نہ آیا، اب اگر عمرو بعد غروب شمس یہ دُعائیں پڑھ کر افطار کرے اور زید بعد غروب فورًا افطار کرکے پڑھے تو دیکھنا چاہئے کہ اس میں کس کا فعل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے، حدیث شاہد عادل ہے کہ فعل زید زیادہ پسند حضرت جلاوعلا ہے کہ رب العزت تبارک وتعالٰی فرماتا ہے:

ان احبّ عبادی الیّ اعجلهم فطرا[16]. رواه الامام احمد و	مجھے اپنے بندوں میں وُہ زیادہ پیارا ہے جو اُن میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے (اسے

[16] جامع ترمذی باب ماجاء فی تعجیل الافطار امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۸۸/۱

الترمذی وحسنہ وابنا خزیمۃ وحبّان فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ تعالٰی وتقدس۔	امام احمد اور ترمذی نے حسن کہا۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اور آپ نے اللہ تبارک وتعالٰی سے ذکر کیا، یعنی یہ حدیث قدسی ہے۔ت)

شک نہیں کہ صورتِ مذکورہ میں زید کا افطار جلد تر ہوا تو یہی طریقہ زیادہ پسند و مرضی ربّ اکبر ہُوا جلّ جلالہ، وعمّ نوالہ، یہ دوسرا مؤید ہے اس کا کہ وقت الافطار وبعد الافطار کا مآل واحد ہے کہ جب افطار غروب شمس کے بعد جلد ہو تو احب وافضل، اور مقارنت افطار ودُعا، نامتیسر اور پیش از غروب، وقت افطار معدوم، تو وہ صورت بعدیت متصلہ ہی مقصود و مفہوم۔

خامسًا فعل اقدس حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتانے والے بھی اسی کا انکار کرتے ہیں، عادتِ کریمہ تھی کہ قریب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جا کر آفتاب کو دیکھتا رہے، وہ نظر کرتا ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے، اُدھر اُس نے عرض کی کہ سُورج ڈوبا ادھر حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خُرما وغیرہ تناول فرمایا،

الحاکم وصححہ عن سھل بن سعد و الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنھما وھذا حدیث سھل قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا کان صائما امررجلا اوفی علی نشز فاذاقال غابت الشمس افطر[17] ولفظ حدیث ابی الدرداء امر رجلا یقوم علٰی نشز من الارض فاذا قال قد وجبت الشمس افطر[18]۔	حاکم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کرکے صحیح کہا اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ حدیث سہل کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب روزہ دار ہوتے تو کسی شخص کو بلند جگہ پر جا کر چاند دیکھنے کا حکم فرماتے، جب وُہ کہتا سورج ڈوب گیا ہے، تو پھر افطار فرماتے، حدیث ابو الدرداء کے الفاظ یہ ہیں کسی شخص کو حکم دیتے زمین کے اونچے مقام پر کھڑے ہو کر سُورج دیکھو جب وہ کہتا سورج ڈوب

[17] المستدرک للحاکم کتاب الصوم دارالفکر بیروت ۱/۴۳۴

[18] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی کبیر دارالکتاب العربی بیروت ۳/۱۵۵

وفی کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ للامام العارف سیّدی عبد الوھاب الشعرانی قدس سرہ الربانی کانت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا تقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو صائم یترصد غروب الشمس بتمرۃ فلما توارت القاھا فی فیہ[19]۔	کشف الغمہ عن جمیع الامہ للامام عارف سیّدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بیان یوں منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرما رہے ہیں، جیسے ہی وُہ ڈوبا آپ نے کھجور مُنہ میں ڈال لی۔ (ت)

یہ تینوں حدیثیں بھی اُس تقدیم افطار کا پتا دیتی ہیں کہ اخبار وافطار میں اصلاً فصل نہ تھا کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) لاجرم تصریح فرمائی کہ یہ دُعا افطار کے بعد واقع ہوئی، مولانا قاری رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں زیر حدیث مذکور ابی داؤد فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا افطر قال ای دعا وقال ابن الملك ای قرأ بعد الافطار[20] الخ۔	رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے یعنی دُعا فرماتے، ابن الملک نے کہا کہ آپ افطار کے بعد یہ کلمات پڑھتے الخ (ت)

اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اللّٰھم لك صمت الخ دُعا ہے، دُعا کے معنی پکارنا، اور اللّٰھم سے بہتر کون سا پکارنا ہوگا، بلکہ اسی مرقاۃ میں تصریح فرمائی کہ کل ذکر دعا وکل دعاذکر[21] (ہر ذکر دعا ہے اور ہر دُعا ذکر ہے۔ ت) صحیح بخاری شریف میں باب وضع کیا: باب الدعاء بعد الصلاۃ (نماز کے بعد دُعا کے بارے میں باب) اور اسی میں حدیث لائے:

تسبحون فی دبر کل صلٰوۃ عشرا وتحمدون عشر او تکبرون عشرا[22]۔	تم ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ اور دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر کہو۔ (ت)

یونہی باب الدعا اذا ھبط وادیا (یہ باب اس بارے میں ہے کہ جب کسی وادی میں اُترے تو دُعا کرے۔ ت) میں حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف اشارہ کیا:

---

[19] کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ کتاب الصوم دار الفکر بیروت ۱/۲۵۵

[20] مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الصوم مکتبہ امدادیہ ملتان ۴/۲۵۸

[21] مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الدعوات المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۵/۱۳۵

[22] صحیح بخاری الدعاء بعد الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۳۷

قال کنا اذاصعدنا کبرنا واذا نزلنا سبحنا[23]۔	جب ہم اُوپر چڑھتے تو اللہ اکبر اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ کہتے (ت)

یُوں ہی باب الدعا اذا ارادہ سفرا او رجع (یہ باب اس بارے میں ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے یا سفر سے لَوٹے تو دُعا کرے۔ت) میں حدیث یکبر علٰی کل شرف[24] الخ (آپ ہر بلندی پر تکبیر کہتے۔ت) لائے بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے احادیث کثیرہ میں ذکر کو دُعا فرمایا، صحیحین میں ہے:

عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنّا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سفر فکنا اذا علونا کبرنا فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایھا الناس اربعو اعلٰی انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبا ولکن تدعون سمیعا بصیرا[25]۔	حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے جب ہم بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو سننے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو۔(ت)

جامع ترمذی میں ہے:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر الدعاء دعاء یوم عرفۃ وخیر ماقلت انا والنبیون من قبلی لاالٰہ الّا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علٰی کل شئی قدیر قال الترمذی حدیث حسن غریب[26] قال مناوی خیر ماقلت ای مادعوت[27]۔	حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر دُعا یوم عرفہ کی دُعا ہے، اور سب سے بہتر یہ دُعا ہے جو مَیں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے مانگی: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک وحمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، مناوی "خیر ما قلت" کا ترجمہ "جو میں نے دعا کی" کیا ہے۔(ت)

---

[23] صحیح بخاری باب التسبیح اذاھبط وادیا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۲۰

[24] صحیح بخاری باب الدعا اذا اراد سفرا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۴۴

[25] صحیح بخاری باب الدعاء اذاعلا عقبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۴۴

[26] جامع الترمذی باب فی فضل لاحول ولا قوۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۹۸

[27] التیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث خیر الدعاء مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/۵۲۵

ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الذکر لاالٰہ الااللہ و افضل الدعاء الحمد للہ[28]۔ حسنہ الترمذی وصححہ الحاکم۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر ذکر لاالٰہ الّا اللہ اور افضل دعا الحمد للہ ہے۔ ترمذی نے اسے حسن کہا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ (ت)

معہذا کنایہ تصریح سے ابلغ ہے اللھم لکل صمت (اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا۔ت) کہنے والا اخلاص عبادت لوجہ اللہ عرض کرتا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ [29]۔	اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (ت)

اور فرماتا ہے: الصوم لی وانا اجزی بہ[30] (روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ت) پھر علٰی رزقك افطرت (تیرے رزق پر میں نے افطار کیا۔ت) کہہ کر شکرِ نعمت بجالاتا ہے۔ اور رب جل وعلا فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ[31] (اگر تم شکر کرو تو میں تمہارے لیے اضافہ کروں گا۔ت) اگر دو شخص بادشاہ کے درِ دولت پر حاضر ہوں، ایک عرض کرے اے بادشاہ! مجھے یہ دے دے۔ دوسرا عرض کرے اے بادشاہ! میں تیرا فرمان سر آنکھوں سے بجالاتا ہوں اور تیرا ہی دیا کھاتا ہوں انصاف کیجئے۔ حُسنِ طلب کس کا حصّہ ہے ؎

أأذکر حاجتی ام قد کفانی　　حیاؤك ان شیمتك الحیاء

اذا اثنی علیك المرء یوما　　کفاہ من تو ضك الثناء

کریما لا یغیرہ صباح　　عن الخلق الکریم ولامساء

(کیا میں اپنی حاجت ذکر کروں یا آپ کا حیاء ہی میرے لیے کافی ہے، جو آپ کا زیور ہے۔

[28] جامع ترمذی باب ان دعوۃ المسلم مستجابۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷۴

[29] القرآن ۹/۱۲۰

[30] مشکوٰۃ کتاب الصوم الفصل الاول مجتبائی دہلی ص ۱۷۳

[31] القرآن ۱۴/۷

جب کسی دن کسی نے آپ کی تعریف کی تو آپ کی ثناکا روشن ہونا ہی اس کیلئے کافی تھا، ایسا کریم کہ صبح وشام مخلوق کو نوازتے ہُوئے کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا)

بالجملہ قابل قبول و مؤید بالمعقول والمنقول وہی قول ثانی وثالث ہے اور وقت الافطار و عندالافطار وبعد الافطار وہنگامِ افطار و نزدیک افطار وپس افطار، سب کا حاصل ایک ہی ہے، نزدیک ترجمہ عند ہے، اور عند خواہ ظرف مکان ہو **کما افادہ فی الاتقان**[32] **الشریف** (جیسا کہ اتقان شریف میں ہے۔ت) خواہ ظرف زمان ومکان دونوں **کما نص علیہ فی القاموس**[33] (جیسا کہ اس پر قاموس میں تصریح ہے۔ت) امتیاز بحسب مدخول علیہ ہوگا **کما بینہ فی تاج العروس**[34] (جیسا کہ اس کی تفصیل تاج العروس میں ہے۔ت) مگر شک نہیں کہ زمان، زمانی پر داخل ہو کر افادہ قربِ زمانی ہی کرے گا، کوئی عاقل نہ کہے گا کہ عندالصبح کا حاصل قرب مکان صبح ہے، اصل یہ کہ وضع عند قرب مطلق کے لیے ہے، حِسی ہو یا معنوی، **کما صرح بہ فی مسلم الثبوت**[35] **وشرح الکافیۃ لرضی وغیرھا من المعتبرات** (جیسا کہ مسلم الثبوت، شرح کافیہ للرضی اور دیگر معتبر کتب میں اس پر تصریح کی ہے۔ت) مکانیات سے قربِ مکانی ہوگا، زمانیات سے قربِ زمانی، متعالی عن المکان والزمان سے قربِ مکانت، **کما فی قولہ تعالٰی** عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝[36] (جیسا کہ اللہ تعالٰی کے ارشاد گرامی میں ہے: (عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔ت) تو نظر باصل معنی کہ عند لغت میں بمعنی جانب وناحیہ تھا **کما فی القاموس**[37] (جیسا کہ قاموس میں ہے۔ت) اور اتحاد جہت مستلزم قرب، اور وہ ہنگام حقیقت قرب مکانی کہ جہت حقیقیہ مختص بمکانیات ہے، اُسے ظرف مکان کہیں صحیح اور نظر بحال کہ یہ قربِ حسی ومعنوی سب کو شامل ہو کر زمانیات کو بھی متناول ہوگیا ظرف زمان ومکان دونوں کہیں بھی صحیح،

هذا ما ظهر لی وله استعمالات اُخر	یہ تمام وُہ تھا جو مجھ پر آشکار ہوا اس کے دیگر استعمالات

[32] الاتقان فی علوم القرآن النوع الاربعون فی معرفۃ معانی الادوات مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۵
[33] القاموس المحیط تحت فصل العین باب الدال مصطفی البابی مصر ۱/۳۳۰
[34] تاج العروس تحت فصل العین باب الدال احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۴-۳۵
[35] مسلم الثبوت مسائل ادوات التعلیق مطبع انصاری دہلی ص ۶۸
[36] القرآن ۵۴/۵۵
[37] القاموس المحیط تحت فصل العین باب الدال احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۳۰

منسلخ فیھا عن معنی الظرفیۃ کالحکم والاعتقاد کقولك ھذا عند ابی حنیفۃ والفضل والاحسان کقولہ تعالٰی فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِكَ[38] وغیرہ ذٰلك کما ذکرہ الحریری فی درۃ الغواص لیس ھذا مقام تفصیلھا۔	بھی ہیں جو معنی ظرفیت کے علاوہ ہیں، مثلاً حکم اور اعتقاد جیسا کہا جائے یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے یا بمعنی فضل واحسان کے "مثلاً-" اللہ تعالٰی کا مبارک فرمان ہے پس اگر آپ دس مکمل کریں تو تمہارا احسان ہے، ان کے علاوہ دیگر معانی بھی ہیں جنہیں حریری نے درۃ الغواص میں ذکر کیا ہے لیکن یہ مقام تفصیل نہیں (ت)

معانی از قبیل ثانیا اور افطار منجملہ معانی تو اس مراد وہی قرب زمانی، ہر ذی عقل جانتا ہے کہ عند الافطار کے معنی حین الافطار ہیں نہ کہ فی مکان الافطار، ای مکان کان فیہ المفطر حین افطر والا فالافطار لیس مما یحل فی المکان (افطار کے وقت جہاں افطار کرنے والا ہو، ورنہ افطار خود مکان میں حلول نہیں کرتا۔ت) کیا آج اگر کسی شخص نے ایک جگہ روزہ افطار کیا اور چھ۶ مہینے بعد آکر اس جگہ پر دُعاءِ مذکور پڑھ لے یا چار پہر تک وہیں بیٹھا رہا صبح کو دُعا پڑھے تو یقول عند الافطار (افطار کے وقت کہے۔ت) کا حکم ادا ہوگیا کہ آخر مکان تو وہی ہے، لاجرم ماننا پڑے گا کہ یہاں عند سے اتحاد زمان ہی مفاد اور اتحاد سے وہی تعقیب متصل مراد، یہ سب واضحاتِ جلیلہ ہیں جن کی اضاحت گویا وقت کی اضاعت، مگر کیا کیجئے کہ بعد وہم واہم وورود سوال حاجتِ ازاحت۔

ان تقریرات سے بحمد اللہ تعالٰی تمام سوالوں کا جواب ہوگیا اور روشن طور پر منجلی ہُوا کہ مقتضائے سنّت یہی ہے کہ بعد غروب جو خُرمے یا پانی وغیرہ از قبل نماز افطار معجّل کرتے ہیں اُس میں اور علم بغروب شمس میں اصلاً فصل نہ چاہئے یہ دُعائیں اس کے بعد ہوں، ہاں کبھی افطار مقابلِ سحور اس کھانے کو کہتے ہیں جو صائم شام کو کھاتا ہے۔

ابن خزیمۃ فی صحیحہ ومن طریقہ البیہقی وابو الشیخ بن حبان فی الثواب عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی فضائل شھر رمضان، قال من فطر فیہ صائما کان مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ	ابن خزیمہ نے صحیح میں، اور اسی طریق سے بیہقی نے اور ابوالشیخ بن حبان نے الثواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فضائلِ رمضان کے بارے مرفوعًا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا اس کے گناہ معاف اور اس کی گردن جہنم سے آزاد

[38] القرآن ۲۸/۲۷

من النار، وکان له مثل اجره من غیران ینقص من اجره شئی، قالوا یا رسول الله لیس کلنا یجد مایفطر الصائم[39] الحدیث وفی روایة ابی الشیخ فقلت یا رسول الله افرأیت ان لم یکن ذلك عنده؟ قال فقبضه من طعام. قلت افرأیت ان لم یکن عنده لقمة خبز قال فمذقة من لبن قال افرأیت ان لم یکن عنده قال فشربة من ماء[40] وفی حدیث ابی داؤد وغیره بسند صحیح عن انس رضی الله تعالٰی ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم جاء الی سعد بن عبادة فجاء بخبز و زیت فاکل ثم قال النبی صلی الله علیه وسلم افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکة[41] وفی لفظ افطرنا مرة مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقربوا الیه زیتا فاکل واکلنا حتی فرغ قال اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکة وافطر عندکم الصائمون۔

ہوجائے گی، اور اس کے لیے روزہ دار کے برابر اجر ہوگا اور روزہ دار کے اجر میں بھی کمی نہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتے الحدیث۔ اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کے بارے میں کیا حکم ہے جس کے پاس اتنا نہ ہو؟ فرمایا تو ایک مُٹھی طعام سہی۔ میں نے عرض کیا اگر اس کے پاس روٹی کا ٹکڑا نہ ہو؟ فرمایا دُودھ کا گھونٹ۔ عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا پانی کا گھونٹ پیش کردے۔ اور ابوداؤد وغیرہ میں سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سعد بن عبادہ کے پاس آئے، انہوں نے روٹی اور زیتون پیش کیا، آپ نے تناول کیا اور فرمایا تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا، تمہارا کھانا ابرار نے کھایا اور تم پر ملائکہ نے رحمت کی دعا کی۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ افطاری کی۔ آپ کی خدمت اقدس میں زیتون پیش کیا گیا آپ نے اور ہم سب نے تناول کیا جب فارغ ہوئے فرمایا: تمہارے کھانے کو نیک لوگوں نے کھایا تمہارے لیے ملائکہ نے دعا کی اور تمہارے

---

39 صحیح ابن خزیمہ باب فضائل شہر رمضان المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۲/۳

40 کنزالعمال بحوالہ حب حدیث ۲۳۶۵۸ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۴۶۰/۸، الترغیب والترھیب بحوالہ ابن حبان فی کتاب الثواب الترغیب فی اطعام الطعام مصطفٰی البابی مصر ۱۴۴/۲

41 سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۲/۲

پاس روزہ داروں نے افطار کیا۔(ت) اسی طعام شام سے پہلے ایک دُعا وارد ہوئی ہے اُس میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں:

الدار قطنی فی الافراد عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا قرب الی احدکم طعامہ وھو صائم فلیقل، بسم اللہ و الحمد للہ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت وعلیک توکلت سبحٰنک وبحمدک تقبل منّی انک انت السمیع العلیم[42]۔	امام دار قطنی نے افراد میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے پاس کھانا لایا جائے اور تم حالتِ روزہ میں ہو تو یہ کلمات کہو اللہ کے نام کے ساتھ شروع، تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا اور تجھ پر توکّل کیا، تیری ذات مقدس ہے اور حمد تیری ہے، مجھ سے قبول فرمالے، بیشک تُو سُننے اور جاننے والا ہے"۔(ت)

حدیث طبرانی:

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا افطر قال بسم اللہ اللھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت[43]۔	حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے: "اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔"(ت)

میں کہ ظاہر تسمیہ مشعر تقدیم ہے، اگر افطار سے یہی طعامِ شام بمعنی مذکور مراد، جب تو امر واضح ہے، ورنہ وہ بسببِ شدّت ضعف قابلِ احتجاج نہیں، اس کی سند میں داؤد بن الزبر قان متروک ہے۔

قال فی التقریب التھذیب متروک کذبہ الازدی اھ[44] قلت	التقریب التہذیب میں ہے کہ یہ متروک ہے اور ازدی نے اسے کاذب کہا ہے اھ میں کہتا ہوں

[42] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۲۳۸۷۳ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب ۵۰۹/۸

[43] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی اوسط باب مایقول اذا افطر دار الکتاب بیروت ۱۵۶/۸

[44] تقریب التہذیب تحت حرف الدال دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۷۹/۱

وکذا الجوزجانی کما فی المیزان۔	جوزجانی نے بھی کہا ہے، جیسا کہ میزان میں ہے۔(ت)

یہ اس مسئلہ میں آخر کلام ہے، امید کرتا ہُوں کہ یہ تحقیق وتفصیل اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گی، وللہ الحمد وبہ التوفیق ایاہ نسأل ھدایۃ الطریق، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔